سٹہ بازی اور اسٹاک ایکسچینج پر خرید و فروخت

مولانا محمد تقی امینی ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

پچھلے دنوں پاکستان سے ایک سوالنامہ میں سٹہ بازی اور اسٹاک ایکسچینج پر خرید و فروخت کا اسلامی حکم دریافت کیا گیا تھا۔ نیز یہ معلوم کیا گیا تھا کہ عدم جواز کی صورت میں اسلامی حکومت کیا متبادل انتظام کرتی ہے۔

ذیل میں پہلے سوالنامہ نقل کیا جاتا ہے پھر اس کے مندرجات کی تفصیل دی جاتی ہے۔

سوالنامہ

موجودہ دنیا میں بار بار مالیاتی بحران (MONETARY CRISES) آتے ہیں اور ہر بحران پر یہ احساس ہوتا ہے کہ ساری دنیا تباہی کے کنارے آ لگی ہے۔ علماء معاشیات نے اس مسئلہ پر جتنا بھی غور و خوض کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سب کچھ کے پیچھے اصل علت سٹہ بازی (SPECULATION) ہے۔ اس ضمن میں چند سوالات ذہن میں آتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ شریعت کی روشنی اس کا حل فرما کر ہماری ذہنی الجھن کو دور کریں گے۔

(۱) کیا سٹہ بازی (SPECULATION) اسلام میں کلیتہً ناجائز ہے، اگر ہاں تو کیوں؟

(۲) موجودہ دور میں اسٹاک ایکسچینج (STOCK EXCHANGE) پر جو حصص اور تمسکات کا کاروبار ہوتا ہے اس میں سٹہ بازی کو بہت دخل ہے لیکن وہاں پر سٹہ بازی کی مختلف شکلیں رائج ہیں۔ ان میں سے چار اہم صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱) زید جس کے پاس الف لمیٹیڈ کمپنی کے ... حصص ہیں، محسوس کرتا ہے کہ آئندہ تھوڑے عرصہ میں ان حصص کی قیمت گر جائے گی تو وہ اس خیال سے کہ اگر وہ اب ان حصص کو فروخت کردے

تو قیمت گرنے پر انھیں حصص کو دوبارہ سستے داموں پر خرید سکتا ہے، اپنے حصص فروخت کر دیتا ہے اس کو اصطلاحاً BEARISH ACTIVITY کہتے ہیں۔

(ب) زید سوچتا ہے کہ آئندہ تھوڑے عرصہ میں الف لمٹیڈ کمپنی کے حصص کی قیمت چڑھنے والی ہے لہٰذا وہ اس کمپنی کے حصص ابھی خریدنے کی جلدی کرتا ہے تاکہ جب قیمتیں چڑھیں تو وہ ان حصص کو مہنگے داموں بیچ دے اس کو اصطلاحاً BULLISH ACTIVITY کہتے ہیں۔

(ج) زید اخبار میں الف لمٹیڈ کمپنی کا اشتہار برائے فروختنی حصص (PROSPECTUS) دیکھتا ہے، زید فی الاصل کوئی سرمایہ کاری نہیں کرنا چاہتا لیکن پھر بھی وہ کچھ حصص (مثلاً... احصص) کے لئے درخواست دے دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ درخواست پر مطلوبہ قسط بھی ادا کر دیتا ہے پھر وہ حالات کو بھانپتا ہے۔ اگر وہ محسوس کرے کہ ان حصص کی قیمت بازار میں چڑھ جائے گی تو وہ قیمت چڑھنے تک انتظار کرتا ہے اور قیمت چڑھتے ہی انھیں فروخت کر دیتا ہے۔ اس حالت میں کہ اس نے ان حصص پر صرف ایک قسط APPLICATION MONEY ادا کی ہوتی ہے اور وہ اس قسط پر اپنا منافع کما لیتا ہے لیکن اگر وہ محسوس کرے کہ ان حصص کی قیمت میں اضافہ ہونے کا امکان کم ہے تو وہ اپنی درخواست واپس لے لیتا ہے اور اُسے اپنی پہلی قسط بھی واپس مل جاتی ہے۔ کیا اس طرح سے درخواست دے کر واپس لینا شرعاً جائز ہے؟ کیا درخواست اور پہلی قسط کے دے دینے پر معاہدہ بیع مکمل نہیں ہو جاتا اور پھر اسے توڑنا ناجائز نہیں ہے؟ اس مثال میں زید کو اصطلاحاً STAG کہا جاتا ہے۔

(د) زید اپنے دلال (STOCK BROKER) بکر سے یکم مارچ ۱۹۶۹ء کو ٹیلی فون پر کہتا ہے کہ وہ (یعنی بکر) زید کے لئے الف لمٹیڈ کمپنی کے... احصص خرید کے رکھ لے اور یہ کہ زید ان حصص کی ادائیگی ۱۵ رمارچ کو کرے گا۔

بکر عمر سے حصص خرید لیتا ہے اور اپنے پاس رکھ لیتا ہے، مہینے کی پندرہ تاریخ کو زید بکر کو ٹیلی فون پر کہتا ہے کہ چونکہ اس کے پاس (یعنی زید کے پاس) اس وقت تک پیسوں کا کوئی انتظام

نہیں ہو سکا لہٰذا وہ ادائیگی مزید ۱۵ دن (یعنی ۳۰ مارچ تک) کے لئے ملتوی کر دے۔ اس کو اصطلاح میں CONTAGO کرنا یا CARRY OVER کرنا کہتے ہیں۔

ادھر بکر کو ادائیگی بہرصورت کرنا ہے لہٰذا بکر کسی بنک سے یا کسی اور جگہ سے ۱۵ روز تک کا قرض لے کر عمر کو ادائیگی کر دیتا ہے اب ۳۰ مارچ کو زید مارکیٹ کا بھاؤ دیکھتا ہے تو بھاؤ چڑھ چکا ہوتا ہے لہٰذا زید بکر کو کہتا ہے کہ میرے حصص فروخت کر دو جو نفع ہو اس میں سے قرض پر کا سود، اپنا کمیشن اور دوسرے قانونی اخراجات کاٹ کر باقی مجھے ادا کر دو۔ چنانچہ بکر ایسا ہی کرتا ہے لیکن اگر ۳۰ مارچ کو قیمتیں گر چکی ہوں تو نقصان بھی زید ہی کو اٹھانا پڑتا ہے، اس صورت میں نفع اور نقصان دونوں کا ذمہ دار زید ہے۔

کیا شرعاً یہ کاروبار جائز ہے؟ فرض کیا کہ ہم اس میں سے سود کو نکال دیں تو کیا پھر بھی یہ ناجائز ہی ٹھہرے گا؟

براہِ کرم ان چاروں صورتوں کے بارے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

(۳) اگر سٹاک ایکسچینج پر خرید و فروخت ناجائز ہے تو پھر ایک اسلامی حکومت میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں (JOINT STOCK COMPENIES) کے حصص کی خرید و فروخت کا کیا متبادل انتظام ہوگا؟

سوال نامے میں مندرجات کی تفصیل یہ ہے۔

مندرجات کی تفصیل — سٹہ بازی

سٹہ بازی دراصل مستقبل کی سودا بازی ہے جس میں دو فریق محض تخمین و اندازہ سے قیمتوں کے گھٹنے اور بڑھنے پر معاملہ کرتے ہیں یعنی ایک فریق کا اندازہ آئندہ قیمت بڑھنے کا ہوتا ہے اور دوسرے کا اندازہ آئندہ قیمت گھٹنے کا ہوتا ہے۔ پھر دونوں اپنے اپنے اندازہ کو بنیاد بنا کر آپس میں ایک معاہدہ کرتے ہیں جس میں نفع و نقصان کا فیصلہ غائب سودے پر قبضہ کے بغیر کر لیا جاتا ہے۔

چنانچہ مدت گزرنے کے بعد جس شخص کا اندازہ صحیح ثابت ہوتا ہے اس کو قیمت کے فرق کی نسبت

سے نفع ہوتا ہے اور جس کا اندازہ غلط ثابت ہوتا ہے اس کو اسی نسبت سے نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

قیمت کے گھٹنے اور بڑھنے کا اندازہ جس طرح اشیاء میں ہوتا ہے اسی طرح حصص و تمسکات میں بھی ہوتا ہے۔

اشیاء کی صورت یہ ہے مثلاً:

زید اور بکر کے درمیان یہ معاملہ طے ہوا کہ تین ماہ کے بعد زید بکر سے سو من گیہوں ۴۰ روپے من کے حساب سے خریدے گا۔ مدت گزرنے کے بعد دونوں بازار جاکر صحیح قیمت معلوم کرتے ہیں اگر اس وقت گیہوں کی قیمت چالیس روپیہ فی من ہے تو دونوں میں کسی کو نہ نفع ہوتا ہے اور نہ نقصان ہوتا ہے لیکن اگر اندازہ کے مطابق اس وقت قیمت بڑھ گئی ہے یعنی ۴۰ روپے فی من کے بجائے ۴۲ روپے من ہو گئی ہے تو زید بکر سے دو روپے من کے حساب سے وصول کرے گا اسی طرح دوسرے شخص کے اندازہ کے مطابق اگر اس وقت گیہوں کی قیمت گھٹ گئی ہے یعنی ۴۰ کے بجائے ۳۸ روپے من ہو گئی ہے تو زید نقصان میں رہے گا اور اس کو دو روپے فی من کے حساب سے دینا پڑے گا۔

حصص و تمسکات کی صورت یہ ہے۔ مثلاً:

زید کو یہ اندازہ ہوا کہ یکم جنوری سے قیمت بڑھ جائے گی تو اس نے ۳ ماہ پہلے حصص و تمسکات خرید لئے کہ قیمت بڑھنے کے بعد ان سے زیادہ نفع اٹھایا جائے گا اسی طرح یکم جنوری سے قیمت گھٹنے کا اندازہ ہوا تو ۳ ماہ پہلے حصص و تمسکات بیچ دئے کہ آئندہ پھر سستے داموں خرید کر ان سے نفع اٹھایا جائے گا۔

اندازہ کرنے والے اپنے اندازہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے عموماً غلط افواہیں پھیلاتے ہیں۔ تاکہ آئندہ بازار کا نرخ ان کے موافق ہو جائے۔ مثلاً ایک فریق یہ افواہ پھیلاتا ہے کہ حکومت اپنی ضرورت کے لئے اتنا مال خریدنے والی ہے، باہر کے ملک سے مال نہ آسکے گا، کارخانوں میں ہڑتالیں ہوں گی اور رسد طلب کے مقابلے میں کم ہو جائے گی، پھر ان سب کے نتیجہ میں لازمی طور سے قیمتیں

چڑھیں گی۔ یا دوسرا فریق یہ افواہ پھیلاتا ہے کہ باہر سے مال ضرورت سے زیادہ آرہا ہے اور مال کی طلب گھٹ گئی ہے جس کے نتیجہ میں قیمتوں کا گرجانا یقینی ہے وغیرہ۔

اسٹاک ایکسچینج | اسٹاک ایکسچینج اس ادارہ" کو کہتے ہیں جو حصص و تمسکات کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتا ہے اس کا تعلق مشترکہ سرمایہ کی کمپنی سے ہے۔

مشترکہ سرمایہ کی کمپنی | مشترکہ سرمایہ کی کمپنی JOINT STOCK COMPANY دراصل بہت سے لوگوں کی ایک انجمن ہوتی ہے جس میں مشترکہ سرمایہ کاروباری اغراض کے لیے لگایا جاتا ہے اور نفع ونقصان کو آپس میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

ابتدا میں یہ کمپنی کم از کم سات افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ افراد جگہ کا انتخاب کرتے ہیں، سرمایہ کا تخمینہ لگاتے اور کاروبار کی نوعیت وغیرہ بنیادی امور طے کرکے اپنا سرمایہ لگاتے ہیں پھر بعد میں بہت سے افراد حصہ دار بن کر شریک ہوتے اور علیحدہ ہوتے رہتے ہیں۔

کمپنی کو قانونی شکل دینے کے لئے مختلف چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً رجسٹرار کے پاس کاغذات (دستاویز) داخل کرنا، شمولیت اور کام شروع کرنے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا اور قانونی کارروائی پوری ہونے کا اعلان کرنا وغیرہ۔ ان سب کے بغیر کوئی کمپنی کام شروع کرنے کی مجاز نہیں ہوسکتی۔

کمپنی کا انتظام ڈائریکٹروں کی ایک جماعت کے سپرد ہوتا ہے جس کو تمام حصہ دار مل کر منتخب کرتے ہیں۔ یہ جماعت تنخواہ دار ہونے کے ساتھ کمپنی میں حصہ دار بھی ہوتی ہے۔ اسے بورڈ آف ڈائریکٹرز کہتے ہیں حصہ داروں کا اجلاس سال میں ایک مرتبہ ضروری ہوتا ہے جس میں درج ذیل مختلف امور انجام پاتے ہیں:

(۱) ڈائریکٹروں اور آڈیٹروں کا انتخاب۔ (۲) پالیسی اور اصول وضع کرنا

(۳) سال بھر کی رپورٹ پیش کرنا۔ (۴) منافع کی تقسیم اور اسکی مقدار کا اعلان کرنا وغیرہ۔

کمپنی میں سرمایہ حاصل کرنے کی تشکلیں | کمپنی میں سرمایہ حاصل کرنے کی دو شکلیں ہیں۔

(۱) وہ جو چھوٹے چھوٹے یونٹ (UNITS) کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے جیسے شیئرز SHARES (حصص) کہتے ہیں۔

(۲) وہ جو تمسکات کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے، جیسے انگلستان میں ڈبینچر (DEBENTURE) اور امریکہ میں بونڈ (BOND) کہتے ہیں۔

ہر ایک کی تفصیل درج ذیل ہے:

حصص (۱) سرمایہ حاصل کرنے کی پہلی شکل SHARES (حصص) کی ہے۔ یہ ایک ہی قسم کے نہیں ہوتے بلکہ لوگوں کی سہولت کے پیش نظر کمپنی مختلف قسم کے چھوٹے بڑے بے شمار SHARES (حصص) جاری کرتی ہے۔ جن پہ باقاعدہ نمبر پڑے رہتے ہیں اور ان کے خریدنے والوں کو ایک سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔

حصص کی بڑی تقسیم یہ ہے:

(۱) وہ جن کو دوسرے حصّوں پہ ترجیح دی جاتی ہے اور ایک مقررہ شرح کے اعتبار سے نفع دیا جاتا ہے ان کو PREFERENCE SHARES (ترجیحی حصّے) کہتے ہیں۔ ترجیحی کی کئی صورتیں ہیں۔

(الف) بعض وہ ہیں جن کو صرف سال رواں کے نفع میں ترجیح دی جاتی ہے۔ تھوڑا بہت جس قدر بھی نفع ہو اور اگر سال رواں میں بالفرض نفع نہ ہو تو ان کو کچھ نہیں ملتا۔

(ب) بعض وہ ہیں جن کو اگلے سال کے نفع سے بھی دینے کی شرط ہوتی ہے یعنی اگر سال رواں کا نفع ترجیحی حصہ داروں کے لئے کافی نہیں ہوتا تو اگلے سال کے نفع سے پہلے یہ بقایا ادا کیا جاتا پھر اس کی تقسیم ہوتی ہے۔

(ج) بعض حصہ داروں کا سرمایہ کمپنی ایک عرصہ کے بعد واپس کر دیتی ہے ان کو بھی حسب معاہدہ نفع میں ترجیح دی جاتی ہے۔

(د) بعض حصہ دار پہلے اپنا ترجیحی حصہ وصول کرتے ہیں پھر سب حصہ داروں کے لینے کے بعد جو باقی بچتا ہے اس میں بھی شریک ہوتے ہیں۔

(۲) وہ جو ترجیحی حصوں کے بعد ادا کئے جاتے ہیں ان کو ORDINARY SHARES (معمولی حصے) کہتے ہیں۔ بعض صورتوں میں ان کے لئے ایک حد مقرر ہوتی ہے۔

(۳) وہ جنکی ادائیگی ترجیحی اور معمولی دونوں حصوں کے بعد کی جاتی ہے۔ ان کو DEFERRED SHARES (ملتوی شدہ حصے) کہتے ہیں۔

(۴) وہ جو ترجیحی اور معمولی نیز ایک مقررہ رقم اندوختہ میں ڈالنے کے بعد ادا کئے جاتے ہیں ان کو FOUNDERS SHARES (بانیوں کے حصے) کہتے ہیں۔

بانیوں کے حصوں کی تعداد بالعموم بہت محدود ہوتی اور جب نفع زیادہ ہوتا ہے تو ان کی قیمت بڑھ جاتی ہے نیز یہ حصے ان کی خدمات کے صلہ میں بقیہ رقم سے آدھی چوتھائی کی نسبت سے دئے جاتے ہیں۔

تمسکات سرمایہ حاصل کرنے کی دوسری شکل تمسکات (بونڈ یا ڈبینچر) کی ہے۔ کاروبار چلانے کے لئے کمپنی قرض لیتی اور تمسکات کو قرض کی تصدیق (تحریری دستاویز) کے طور پر جاری کرتی ہے جس پر سود کی ایک خاص شرح بھی ادا کرتی ہے۔

تمسکات کئی قسم کے جاری کئے جاتے ہیں مثلاً:

(۱) وہ جن پر کمپنی کے اثاثہ کی ضمانت ہو۔ ان کو مکفول تمسکات کہتے ہیں۔

(۲) وہ جن پر کمپنی کے اثاثہ کی ضمانت نہ ہو ان کو معمولی تمسکات کہتے ہیں۔

(۳) وہ جن کی ادائیگی ایک مخصوص تاریخ یا نوٹس ملنے پر کردی جاتی ہے۔

(۴) وہ جن کی ادائیگی عام طور سے کمپنی کے قیام تک نہیں کی جاتی۔

تمسکات کی ایک اور تقسیم "بیرر" (BEARER) اور "رجسٹرڈ" کی کی جاتی ہے

"بیرر" وہ جو صرف دستخط کرنے سے منتقل ہو جاتے ہیں۔

"رجسٹرڈ" وہ جو بغیر کمپنی کے رجسٹرڈ کرائے نہیں منتقل ہو سکتے۔

حصص اور تمسکات میں فرق حصص و تمسکات (شیرز اور بونڈ) میں درج ذیل

قسم کے فرق بیان کئے جاتے ہیں :

(۱) شیئرز ہولڈر کمپنی کے حصے دار ہوتے ہیں۔ جبکہ تمسکات کے مالک کمپنی کے قرض خواہ ہوتے ہیں۔

(۲) کمپنی جب ختم ہونے لگتی ہے تو پہلے تمسکات کے مالکوں کی ادائیگی کی جاتی ہے شیئرز ہولڈر کی ادائیگی بعد میں ہوتی ہے۔

(۳) تمسکات حصص کے مقابلے میں زیادہ محفوظ سمجھے جاتے ہیں۔ اگرچہ ان کے مالک نفع و نقصان میں شریک نہیں ہوتے۔

(۴) شیئرز ہولڈر کی آمدنی میں کمی بیشی کے لحاظ سے نفع میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن تمسکات کے مالک مقررہ شرح سود سے زیادہ نہیں حاصل کر سکتے۔ اگرچہ کتنی ہی آمدنی ہو۔

دلالوں کی معرفت حصص اور تمسکات کی خرید و فروخت:

کمپنی کے چھوٹے بڑے حصص اور تمسکات کی بھی مال منقولہ کی طرح خرید و فروخت ہوتی ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں ان کی خرید و فروخت مستقل کاروبار کی شکل اختیار کئے ہوئے ہے اور اسٹاک ایکسچینج کے نام سے مستقل ادارہ قائم ہے۔ نیز خرید و فروخت کے معاملے میں مدد دینے کے لئے (بطور پیشہ) کمیشن پر دلال مقرر ہیں۔ جس کو اپنا حصہ بیچنا ہوتا ہے وہ اس کو "اسٹاک ایکسچینج" میں دلالوں کی معرفت جمع کر دیتا ہے اسی طرح جس کو خریدنا ہوتا ہے وہ اسٹاک ایکسچینج سے دلالوں کی معرفت خرید لیتا ہے۔[1]

کمپنی کے نظام میں فوائد کے ساتھ خرابیاں:

اس میں شک نہیں کہ موجودہ طریق پیداوار میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کو بڑی اہمیت حاصل

---

[1] حوالہ اور مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اصولِ معاشیات ج ۱ پروفیسر ٹاسگ اصول معاشیات ج ۱، ڈاکٹر محسن، مقدمہ معاشیات (انٹروڈکشن ٹو اکنامکس) اصولِ معاشیات حصہ دوم باب ۳ محمد الیاس۔ پرنسپل اکنامکس ج ۲ باب ۶۔

ہے، ان کے ذریعہ وسیع پیمانہ پر کاروبار چلانے کے لئے زیادہ سرمایہ جمع ہونا اور صنعت وحرفت نیز تجارت کو فروغ دینے میں بڑی سہولتیں حاصل ہوتی ہیں۔

لیکن فوائد کے ساتھ کمپنی کے موجودہ نظام میں چند در چند خرابیاں بھی بیان کی جاتی ہیں جن کی وضاحت ضروری ہے۔ مثلاً:

(۱) کمپنیوں کا یہ نظام اس قدر واسطہ در واسطہ اور پیچیدہ ہے کہ اس کو اجتماعی شکل دینا نہایت مشکل کام ہے۔

(۲) خرید و فروخت کے ذریعہ حصوں کا ہر وقت منتقل ہوتے رہنا اس کاروبار کا خاص گُر ہے لیکن اس منتقلی میں دھوکہ دہی، ناانصافی، اجتماعی مفاد کی قربانی اور ناجائز استحصال وغیرہ قسم کی بہت سی بُرائیاں پائی جاتی ہیں۔

ڈائریکٹر و منیجر وغیرہ چونکہ کمپنی اور مارکیٹ کی حالت سے زیادہ واقف ہوتے ہیں اس بنا پر جب وہ کمپنی کی حالت خراب دیکھتے ہیں تو اپنے حصوں کو فروخت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جب اس کی حالت اچھی ہوتی ہے تو اپنے ایجنٹوں اور رشتہ داروں کے ذریعہ زیادہ حصے خرید لیتے ہیں۔

ڈائریکٹر و جنرل منیجر وغیرہ کے اختیارات اب اگرچہ پہلے کے مقابلے میں محدود ہو گئے ہیں لیکن کاروبار کا یہ سرمایہ دارانہ نظام ہی کچھ اس قدر پیچیدہ ہے کہ مذکورہ قسم کی برائیوں سے بچنا تقریباً ناممکن ہے۔

(۳) خرید و فروخت کے وقت ہر شخص صرف اپنے مفاد کو مدنظر رکھتا اور مشترکہ مفاد کو بالکلیہ نظر انداز کر دیتا ہے۔

(۴) یہ کمپنیاں بڑی حد تک قرض (ادھار) پر چلتی ہیں جس کی بنا پر ہمیشہ سود کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

(۵) اس نظام سے اجارہ داری بڑھتی اور سرمایہ ایک طبقہ میں محدود رہتا ہے جس سے

امارت وغربت میں توازن برقرار رکھنے کی صورت نہیں رہ جاتی۔

(۶) دلالوں کا ایک پیشہ ور درمیانی طبقہ ابھر آتا ہے جو صرف اپنے کمیشن سے دلچسپی رکھتا ہے خواہ بازار کا بھاؤ گھٹے یا بڑھے جس طرح قمار خانہ کے مالک اور گھوڑ دوڑ کے منتظمین کو اصل دلچسپی اپنے کمیشن سے ہوتی ہے۔ ہار جیت سے ان کو کوئی بحث نہیں ہوتی۔

خرابیوں کے بارے میں چند ماہرین معاشیات کی رائے:

ذیل میں ماہرین معاشیات کی چند رائیں نقل کی جاتی ہیں جن سے مذکورہ بیان کی تصدیق ہوتی ہے (ماہرین کی یہ رائیں کمپنی کے بہت سے فوائد تسلیم کرنے کے بعد ہیں) مورلینڈ صاحب کہتے ہیں:

"اس قسم کا کاروبار سراسر قمار بازی معلوم ہوتا ہے محض مستقبل کے حالات کے اندازہ پر لوگ کاروبار کرتے ہیں...... پس اگر کوئی ناتجربہ کار طلب ورسد کے پورے پورے حالات جانے بغیر یونہی ایسا کاروبار شروع کر دے تو یقیناً جلد اس کا دیوالہ نکل جائے گا۔"[1]

دوسری جگہ ہے:

"آج کل کے مکمل بازاروں میں تاجروں کی بڑی بڑی جماعتیں رہتی ہیں جن کا یہی خاص کام ہے کہ رسد وطلب کے متعلق ضروری حالات معلوم کریں اور اپنی معلومات کی بنا پر اندازہ لگائیں۔"[2]

پروفیسر ٹاسگ کہتے ہیں:

"موجودہ زمانہ کے کارپوریشن یا انجمن سرمایہ مشترک کے حصے داروں میں مشترکہ

---

[1] مقدمہ معاشیات (انٹروڈکشن ٹو اکنامکس) باب ۴، فصل ۲۷، ص ۲۴۳

[2] ایضاً فصل ۱۶، ص ۱۵۵۔

اغراض کے لئے اجتماعی مسائل کا احساس بالکلیہ مفقود ہو گیا ہے .... ہر شخص محض اپنے ہی ذاتی مفاد کو پیش نظر رکھتا ہے اور متوقع نقصان کی صورت میں اس کاروبار سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ جس طرح کہ چوہا ڈوبتے وقت اس جہاز کو چھوڑ دیتا ہے جس میں اب تک پناہ لئے ہوئے تھا یا اگر اس کو اس کاروبار میں آئندہ زیادہ منافع ملنے کی توقع معلوم ہوتی ہے تو اپنی ذاتی منفعت کی خاطر دوسرے ساتھ والے حصہ داروں سے حصص کثیر تعداد میں خرید لیتا ہے۔ جب کمپنی کے حالات خراب ہوں تو حصے فروخت کر دینا اور جب حالات رو بہ اصلاح ہوں تو خرید لینا۔ یہ کاروبار کا خاص گر ہے۔[۱]"

پھر آگے چل کر ہے:

"لیکن لمحہ بھر کے لئے کبھی یہ خیال نہیں پیدا ہوتا کہ اس سے کسی اخلاقی اصول کی شکست و ریخت ہو گی یا انصاف کا خون ہو گا۔[۲]"

ایک اور جگہ ہے:

"تمسکات کے خریداروں اور فروشندوں کی پوری جماعت ایک دوسرے کو دھوکا دینے کی تاک میں رہتی ہے۔[۳]"

جان لسے ٹاڈ کہتے ہیں۔

"رقم کی فوری ضرورت پر بینک اہل معاملہ کو جو قرض دیتے ہیں اور حصص و تمسکات بطور ضمانت اپنے پاس رکھتے ہیں ان کی قیمت قرضہ سے زائد ہوتی ہے بینک اس قسم کا کاروبار بہت محدود طریقے پر کر سکتے ہیں۔ اس لئے دلالوں کا ایک

۱و۲ اصول معاشیات ج ۱، باب ۶، ص ۱۰۱۲۔

۳ پرنسپلز آف اکنامکس ج ۲، باب ۶، ص ۸۸ از اسلام کے معاشی نظریے۔

خاص طبقہ اس کو انجام دینے کے لئے رونما ہو گیا ہے۔ اس کو راہن دلّال کہتے ہیں اور عملاً حصص و تمسکات کو رہن کرنے کا کاروبار کرتے ہیں[۱]"

غرض کمپنی کے موجودہ نظام میں ماہرین معاشیات نے کئی قسم کے نقائص بیان کئے ہیں، جن کے بارے میں پروفیسر ٹاسگ نے یہاں تک کہا ہے کہ:

"تخمینی قمار بازی کے نقائص جتنے قطعی اور یقینی ہیں اسی طرح وضع آئین و قوانین کے ذریعہ سے ان کو روکنا یا ان کا استیصال کرنا انتہائی مشکل چیز ہے[۲]"

پھر آگے چل کر ہے:

"بایں ہمہ تخمینی قمار بازی کے نقائص اس قدر عظیم ہیں کہ ان کو کم کرنے کی غرض سے کچھ خطرات برداشت کئے جا سکتے ہیں.......... سب سے زیادہ مؤثر علاج ہوگا کہ تمام صنعتوں کے لئے ایک زیادہ بہتر اخلاقی معیار مقرر کیا جائے اور قمار بازی کی سب قسموں کے خلاف عوام میں رائے پیدا کی جائے[۳]"

ذیل میں مبادلہ کی چند صورتوں کا اسلامی حکم بیان کیا جاتا ہے تاکہ ان کے ذریعہ سٹہ بازی اور اسٹاک ایکسچینج کا اسلامی حکم دریافت کرنے میں سہولت ہو۔

مبادلہ کی وہ صورتیں جن میں ذخیرہ اندوزی و اجارہ داری وغیرہ قسم کی خرابیاں پائی جاتی ہیں

(۱) کچھ لوگ شہر سے کئی میل کے فاصلہ پر تجارتی قافلہ سے ملاقات کرتے اور اس سے سستے دام مال خرید کر شہر میں مہنگے دام فروخت کرتے تھے اس کو "تلقی جلب" کہتے ہیں۔

(۲) کچھ لوگ گویا بازار کی سول ایجنسی لے لیتے یعنی تاجروں کے ایجنٹ (دلال) بن کر یہ طے کر لیتے ہیں کہ بازار میں باہر سے جو مال آئے گا وہ انھیں کے توسط سے فروخت ہوگا۔ اس کو

---

[۱] مبادلات باب ۳، ص ۲۲ و ۲۴۔

[۲ و ۳] اصول معاشیات باب ۱۱، ص ۱۶ تا ۱۷ و ۲۱۔

"بیع الحاضر لباد" کہتے ہیں۔

(۳) کچھ لوگ تجارتی قافلوں اور غلہ کے تاجروں سے رسد کا ذخیرہ خرید لیتے اور ضرورت کے باوجود روک کر جب اور جس دام چاہتے فروخت کرتے تھے۔ اس کو "احتکار" کہتے ہیں۔

ان صورتوں میں چونکہ اجارہ داری، ذخیرہ اندوزی، طلب و رسد کے قدرتی تناسب میں خلل اندازی اور ناجائز استحصال وغیرہ قسم کی برائیاں پائی جاتی ہیں اس بنا پر ان سے منع کیا گیا ہے۔

ان صورتوں کی ممانعت سے متعلق حدیثیں | چنانچہ پہلی صورت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تلقوا الرکبان لبیع [1] — خریداری کرنے کے لئے قافلوں سے نہ ملاقات کرو۔

دوسری روایت میں ہے:

لا تلقوا الجلب فمن تلقی فاشتری منه فاذا أتی سیده السوق فهو بالخیار [2] — غلہ لانے والے تاجروں سے نہ ملاقات کرو۔ اگر کسی نے (شہر آنے سے پہلے) ان سے مل کر غلہ خرید لیا اور شہر آنے کے بعد بازار بھاؤ کا پتہ چلا تو مہنگا ہونے کی صورت میں ان کو اختیار ہے چاہے تو معاملہ باقی رکھیں اور چاہے تو فسخ کر دیں۔

ایک اور روایت میں ہے:

لا تلقوا السلع حتی یهبط بها الاسواق [3] — تجارتی سامان سے نہ ملاقات کرو یہاں تک کہ اس کو بازار میں اتارا جائے۔

دوسری صورت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] بخاری و مسلم کتاب البیوع [2] مشکوۃ باب المنهی عنها من البیوع۔ [3] ایضاً

لا بیع حاضر لباد ؎۱ — شہر (بازار) کا آدمی دیہات (باہر) کے تاجر سے بیع کا معاملہ نہ کرے۔

دوسری جگہ ہے:

لا یبیع حاضر لباد دعوا الناس یرزق اللہ بعضھم ببعض ؎۲ — شہر (بازار) کا آدمی دیہات (باہر) کے تاجر سے بیع کا معاملہ نہ کرے۔ لوگوں کو چھوڑ دو۔ اللہ بعض کو بعض کے ذریعہ روزی پہنچاتا ہے۔

طاؤس (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے مذکورہ حدیث کا مطلب پوچھا تو انھوں نے فرمایا:

لا یکون لہ سمساراً ؎۳ — شہر کا آدمی دیہات کے تاجر کا دلّال نہ بنے۔

"بیع حاضر لباد" کی تعبیر دو طرح منقول ہے۔

(۱) پہلی یہ کہ بازار کا آدمی باہر کے تاجر سے (بحیثیت دلال) کہے کہ تم اپنا مال آج کے بھاؤ نہ فروخت کرو بلکہ میرے پاس رہنے دو تاکہ میں اس کو بھاؤ چڑھنے پر گراں قیمت فروخت کروں۔ ؎۴

(۲) دوسری یہ کہ بازار کا آدمی ضرورت کے باوجود اہل شہر کے ہاتھ غلّہ نہ فروخت کرے بلکہ سادہ لوح دیہاتیوں کے ہاتھ گراں قیمت فروخت کرے۔ ؎۵

تیسری صورت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من احتکر فھو خاطی ؎۶ — جس نے احتکار کیا وہ گنہگار ہے۔

دوسری روایت میں ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یحتکر الطعام ؎۷ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ میں احتکار کرنے سے منع فرمایا۔

؎۱ مسلم کتاب البیوع۔ ؎۲ ایضاً ؎۳ بخاری ج۱، باب ھل یبیع حاضر لباد ؎۴ حاشیہ مشکوٰۃ باب المنہی عنہا من البیوع۔ ؎۵ ہدایہ ج۴ فصل فیما یکرہ ؎۶ ابوداؤد کتاب البیوع ؎۷ بیہقی کتاب البیوع۔

ایک اور روایت میں ہے:

المحتکر ملعون [۱]　　احتکار کرنے والا ملعون ہے۔

یہ ممانعت صرف غلّہ کے لئے خاص نہیں ہے بلکہ حالات کی رعایت سے تمام ان چیزوں کو شامل ہے جن کے احتکار سے عام لوگوں کو تکلیف ہو۔

کل ما أضر بالعامة حبسه فهو احتکار وإن کان ذهبا أو فضة أو ثوبا [۲]　　ہر وہ چیز جس کے روکنے سے عام لوگوں کو نقصان پہنچے وہ احتکار ہے اگرچہ سونا، چاندی اور کپڑا ہو۔

مذکورہ صورتوں کی بنیاد تخمین پر بتائی جاتی ہے

مذکورہ صورتوں کی بنیاد تخمین پر بتائی جاتی ہے کیونکہ چند افراد مال پر قبضہ مستقبل کے اندازہ کے بغیر نہیں کرتے ہیں اگرچہ تخمین عام حالت میں پیچیدگی نہیں پیدا کرتی بلکہ اس کی پیچیدگی خاص حالت تک محدود رہتی ہے

پروفیسر ٹاسگ کہتے ہیں:

"تخمین کا میلان اور شوق رکھنے والے اس قسم کے کاروبار میں حصہ لینے کی کوشش کرتے ہیں یعنی وہ کسی شے کی کل رسد کو خرید کر اس پر قابو جما لیتے ہیں اور اس کے بعد اگر ممکن ہو تو اس کو بہت زیادہ منافع پر فروخت کرتے ہیں۔" [۳]

دوسری جگہ ہے:

"عوام ان تخمینی احتکاروں سے بالکل بے تعلق نہیں رہتے، عوام کی بعض ضرورتیں ایسی ہوتی ہیں جو ملتوی نہیں ہو سکتیں اور ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بازاری قیمت پر اشیاء خریدنا ناگزیر ہوتا ہے۔" [۴]

چند وہ صورتیں جن میں دھوکا فریب اور مستقبل کی سودا بازی وغیرہ قسم کی خرابیاں پائی جاتی ہیں

(۱) کچھ لوگ دودھ دینے والے جانور کے تھنوں میں کئی وقت کا دودھ روک لیتے تاکہ تھنوں میں

---

[۱] طیبی شرح مشکوۃ کتاب البیوع　[۲] ہدایہ ج ۴ کتاب الکراہیۃ

[۳] اصول معاشیات ج ۱، ب ۱۵، ص ۲۱۰　[۴] ایضاً ص ۲۱۲

زیادہ دودھ دیکھ کر خریدار زیادہ قیمت لگائے۔

(۲) کچھ لوگ بھیگے ہوئے غلّہ کو نیچے چھپا دیتے اور خشک غلہ کو اوپر کر کے کُل کو خشک کے دام فروخت کرتے تھے۔

(۳) کچھ لوگ دودھ کو تھن میں، گھی کو دودھ میں، نطفہ کو پیٹھ میں، حمل کو پیٹ میں اور شکار کو جال میں فروخت کرتے تھے۔

اس قسم کی صورتوں میں چونکہ دھوکہ، فریب، جہالت اور مستقبل کی سودا بازی وغیرہ جیسی برائیاں پائی جاتی ہیں اس بنا پران سے منع کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ:

ان صورتوں کی ممانعت سے متعلق حدیثیں | پہلی صورت کے بارے میں رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تصروا الابل والغنم[۱]	اونٹنی اور بکری کے تھنوں میں دودھ نہ روکو

دوسری روایت میں ہے:

من اشتری شاۃ مصراۃ	جس شخص نے وہ بکری خریدی جس کے تھن میں دودھ
فھو بالخیار ثلثۃ	جمع کیا گیا تھا اس کو تین دن تک معاملہ باقی رکھنے
ایام[۲]	اور فسخ کرنے کا اختیار رہے۔

دوسری صورت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واقعہ ہے:

إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلّہ کے ایک
مرّ علی صبرۃ طعام فادخل یدہ فیھا	ڈھیر کے پاس تشریف لے گئے۔ جب آپ نے
فنالت أصابعہ بللا فقال ماھذا	ڈھیر کے اندر ہاتھ ڈالا تو اس میں تری محسوس کی غلہ
یاصاحب الطعام قال أصابتہ السماء	والے سے پوچھا یہ تری کیسی ہے؟ اس نے جواب دیا

[۱] مشکوٰۃ باب النہی عن البیوع [۲] مسلم کتاب البیوع۔

یا رسول اللہ قال أفلاجعلتہ	کہ یا رسول اللہ غلہ بارش سے بھیگ گیا ہے آپ نے
فوق الطعام حتی یراہ الناس	فرمایا کہ تم نے اس بھیگے ہوئے کو اوپر کیوں نہیں کیا حتیٰ کہ لوگ دیکھ لیتے
من غشنی فلیس منی [۱]	یاد رکھو جس شخص نے فریب کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

تیسری صورت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات یہ ہیں:

نھی ان یباع فی ضرع وسمن	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ
فی لبن [۲]	دودھ تھن میں اور گھی دودھ میں بیچا جائے۔

دوسری روایت یہ ہے:

نھی عن المضامین والملاقیح	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضامین،
وحبل الحبلة والمضامین ما فی	ملاقیح اور حبل الحبلہ کی بیع سے منع فرمایا۔
أصلاب الإبل والملاقیح ما فی	مضامین وہ نطفہ جو اونٹ کی پشت میں ہے
بطونھا وحبل الحبلة ولد ولد	ملاقیح وہ حمل جو اونٹنی کے پیٹ میں ہے اور حبل الحبلہ
ھذہ الناقة [۳]	سے مراد اونٹنی کے بچہ کا بچہ ہے۔

بعض لوگوں نے مضامین سے حمل اور ملاقیح سے نطفہ مراد لیا ہے اسی طرح حبل الحبلہ سے اس مدت تک کوئی وعدہ یا معاملہ مراد لیا ہے جس میں اونٹنی کے بچہ پیدا ہو پھر اس بچہ کے بچہ پیدا ہو [۴]

تیسری روایت ہے:

نھی عن شراء ما فی بطون	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کے خریدنے
الأنعام حتی تضع وعن بیع ما فی	سے منع فرمایا جو جانوروں کے پیٹ میں ہے، دودھ
ضروعھا وعن شراء العبد	کی بیع سے منع فرمایا جو تھنوں میں ہے، غلام کے خریدنے

---

[۱] مشکوٰۃ و مسلم باب النھی عنہا من البیوع۔ [۲] ابن ابی شیبہ فی مصنفہ عن طریق عکرمہ۔
[۳] عبدالرزاق فی مصنفہ عن ابن عمرو حاشیہ ہدایہ ج ۲، کتاب البیوع۔ [۴] حاشیہ ہدایہ ج ۲، کتاب البیوع۔

وھو آبق وعن شراء المغانم حتی تقسم وعن شراء الصدقات حتی تقبض وعن ضربۃ القائص[۱]

سے منع فرمایا جو بھاگا ہوا ہے، تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت کے خریدنے سے منع فرمایا، قبضہ سے پہلے صدقات کے خریدنے سے منع فرمایا، اور ایک مرتبہ جال ڈالنے سے جو شکار ملے اس پر معاملہ کرنے سے منع فرمایا۔

بعض نے ضربۃ القائص سے ان موتیوں پر خرید و فروخت کا معاملہ مراد لیا ہے جن کو غوطہ لگانے والے پہلی مرتبہ غوطہ سے حاصل کرے[۲]۔

ایک روایت میں عمومی حیثیت سے دھوکہ وفریب کی تمام شکلوں سے منع فرمایا ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع الغرر[۳]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکہ کی بیع سے منع فرمایا ہے۔　　(باقی آئندہ)

[۱] ابن ماجہ ودار قطنی ۔ [۲] حاشیہ ہدایہ ج ۲ کتاب البیوع ۔ [۳] مسلم ومشکوٰۃ ۔

ماہنامہ تجلّی دیوبند کا خاص نمبر ۶۹ء

تین سو سے زائد صفحات کا یہ دلکش، دلچسپ اور افادیت سے لبریز نمبر وسط ستمبر میں آ رہا ہے۔ یہ اپنے مواد اور علمی و تحقیقی مباحث کی بنا پر اتنا وقیع ہوگا کہ اسے آپ مجلد کرا کے ہمیشہ کے لئے محفوظ کرلیں گے۔

اس نمبر کو اگر آپ مفت حاصل کرنا چاہیں تو تجلّی کا سالانہ چندہ بھیج دیں جو دس روپے ہے۔ نمبر کو بحفاظت حاصل کرنے کے لئے مزید ایک روپیہ رجسٹری خرچ بھی شامل کردیں تو نورٌ علیٰ نور۔

اور اگر صرف یہی نمبر خریدنا چاہیں تو ڈاک خرچ سمیت پانچ روپے ارسال فرمائیں یا اپنے شہر کے نیوز پیپر ایجنٹ سے چار روپے ۲۵ پیسے میں خریدلیں

مکمل پتہ: منیجر تجلّی ۔ دفتر تجلی ۔ دیوبند